بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حضرت الشیخ علامہ محمد یوسف بنوریؒ کے خلوص کی برکات

(مولانا سہیل باوا۔ لندن)

ہمارے والد صاحب، عالمی مبلغ ختم نبوت و ڈائریکٹر ختم نبوت اکیڈمی، لندن و کراچی، مولانا عبدالرحمٰن باوا صاحب نے ۱۹۷۹ء میں جامعۃ العلوم اسلامیہ علامہ بنوریؒ ٹاؤن میں دینی تعلیم کے سلسلے میں مفتی احمد الرحمٰنؒ صاحب کی سرپرستی میں بندے کا داخلہ کروایا۔ اس وقت سے جامعہ کے ساتھ تعلیمی قلبی تعلق ہے۔ جامعہ کے تمام اساتذہ کی سرپرستی اور بے پناہ محبت و شفقت اور انہی تربیت کی وجہ سے اللہ نے علم کے نور سے نوازا خاص طور پر حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ۔ حضرت مفتی عبدالسمیع شہیدؒ۔ اور حضرت ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب مدظلہ کی خصوصی توجہ اور انکی دعا کی بدلت آج اللہ تعالےٰ نے دین کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ اس ناکارہ کو طالب علم کے زمانہ میں ہی حضرت مفتی ولی حسن ٹونکیؒ کے ساتھ حرمین شرفین جانے اور ان کی خدمت کا شرف بھی حاصل ہوا، کراچی سے لندن منتقل ہونے کے بعد کوئی پل ایسا نہ گزرا جس میں جامعہ اور اساتذہ کی محبت و شفقت کو بھلایا گیا ہو یہ سب کچھ جامعہ کے بانی حضرت الشیخ علامہ محمد یوسف بنوریؒ کے خلوص کی برکت ہے۔ حضرت شیخ قدس سرہ کی سحر خیز شخصیت کے پہلو اس قدر متنوع اور گوناگوں ہیں کہ سب کو احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے، مجھے یاد ہے کہ جب بندہ 'دورہ حدیث سال' میں زیر تعلیم تھا ہمارے استاد محترم حضرت مولانا حبیب اللہ مختار شہیدؒ بخاری شریف کے درس کے دوران کئی بار حضرت علامہ یوسف بنوریؒ قدس سرہ کا ذکر خیر اور جامعہ کے لئے انکی خدمات کا تذکرہ کیا کرتے تھے اگر ان واقعات کو جمع کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب مرتب کی جاسکتی ہے اور پھر خدمات جلیلہ اس قدر ان گنت کہ احصاء ناممکن، عجیب تذبذب ہے کسے ضبط تحریر کیا جائے اور کسے چھوڑا جائے۔ حقیقت یہ ہے بعض شخصیتیں قافلۂ ہستی کے لئے مینارہ نُور رہوتی ہیں ان کے وجود سے علم و دانش، زہد تقویٰ، اور یقین و معرفت کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں، اور ان کے دم قدم سے علوم نبوت کا وقار قائم رہتا ہے، ان کے جانے کے بعد ایسا خلا پیدا ہوتا ہے کہ مستقبل میں اس کے پر ہونے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی ایسی عدیم المثال شخصیات میں سے ایک شخصیت حضرت الشیخ علامہ محمد یوسف بنوریؒ بھی تھے۔ حضرت شیخ قدسسرہ کی ان گنت خدمات جلیلہ میں سے دو شاہکار تو ایسے ہیں کہ آب زر سے لکھنے کے قابل ہیں اور وہ تا قیامت تاریخ کے اوراق جلی عنوان سے تابندہ رہیں گے۔ ایک شاہکار تو علوم نبوت کے حاملین کا مولد جامعۃ العلوم اسلامیہ کا قیام ہے اور دوسرا شاہکار حریم نبوت پر شب خون مارنے والے ڈاکوؤں کی بیخ کنی اور استیصال کے سلسلہ کی سو 100 روزہ روئیداد ہے، یہ دونوں زرپارے، چونکا دینے والے واقعات و کوائف کے اعتبار سے اس قدر عمیق و، وسعت رکھتے ہیں کہ ان کے اجمالاً تذکرے کے لئے ایک دفتر چاہیئے۔ علاوہ ازیں دیگر موضوعات پر اور زندگی کے مختلف شعبوں میں درپیش آنے والے مسائل پر گرانقدر دینی خدمات سرانجام دیتے ہوئے آپ نے درجنوں بے مثال ولاجواب کتب تالیف فرمائیں۔ مضمون کے طویل ہونے کے باعث صرف

ضروری اشارات پر ہی اکتفا کرتا ہوں۔ جامعۃ العلوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کی بنیاد ۳ محرم الحرام ۱۳۷۴ھ کو حضرت اقدس علامہ محمد یوسف بنوریؒ نے رکھی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا اس دینی ادارہ کے قیام سے مقصد صرف علم دین کی تعلیم ہی نہیں تھی بلکہ اس کے ساتھ ساتھ ملک میں قادیانیت کے فتنہ کا مقابلہ کرنے کے لئے ایک مستقل تعلیمی مرکز بنانا بھی پیش نظر تھا، جامعہ نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زیر سرپرستی تدریجی طور پر ترقی کے منازل طے کئے۔ عمارتیں کسی بھی درسگاہ کا ضروری جز نہیں ہیں پہلے زمانے میں میں استاد درختوں کے سائے میں بیٹھ کر درس دیتے تھے اور طلباء فرش زمین پر بیٹھ کر تعلیم حاصل کرتے تھے، آج کا جامعہ جس کی ۱۳ سے زائد شاخیں ہیں اور جس میں ہزاروں طلبہ وطالبات تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور پاکستان بھر میں کئی مدارس، اس جامعہ کی زیر سرپرستی بہترین تعلیم دے رہے ہیں۔ اس جامعہ کا آغاز میں ایک دورہ تھا ۱۹۵۴ء میں ایک کھنڈر میدان، بے چھت مسجد اور ٹین کے چھپر کے ایک تنگ و تاریک کمرہ پر مشتمل تھا لیکن حضرت شیخ قدس سرہٗ کا اخلاص اور مساعی جمیلہ واستخارات کی اساس پر قائم ہونے والا مدرسہ آج دنیا کی ایک عظیم الشان یونیورسٹی بن چکی ہے جس میں پاکستان اور دنیا بھر کے کونے کونے سے ہر قوم ونسل کے سینکڑوں طلبہ زیر تعلیم ہیں اور اس جامعہ کے فارغ التحصیل طلبہ دنیا کے ہر کونے میں موجود ہیں اور دین اسلام کی خدمت کا کام کر رہے ہیں جن میں یہ ناکارہ بھی شامل ہے، الحمد وللہ۔۔ جامعہ میں قرآن مجید کی تعلیم سے لے کر درس نظامی کا کورس اعلیٰ تعلیم یافتہ اور پی ایچ ڈی فضلاء کے زیر اہتمام ہوتا ہے۔ الغرض یہ سب کچھ یعنی جامعہ حضرت شیخ نوراللہ مرقدہ کی خالص للّٰہیت، غایت درجہ توکل اور بدیہی کرامت کا جیتا جاگتا ثبوت ہے۔ اور حضرت شیخ محمد یوسف بنوریؒ دوسرا شاہکار (مرزا غلام احمد قادیانی) اور اس کی ذریت (قادیانیوں) کے عظیم الشان تعاقب کے سلسل میں جو محنت اور مساعی کے گرد گومتا ہے، اور پھر اس میں چوھویں صدی کے آخیر عشرے کے آخری ثلث کے سو دن تو آپ کے کارہائے نمایاں کے ضمن میں سو سال بھی بھاری ہیں۔ مجلس تحفظ ختم نبوۃ کے امیر چہارم مناظرہ اسلام مولانا لال حسین اخترؒ کے ارتحال کے بعد ۱۹ اپریل ۱۹۷۴ مجلس تحفظ ختم نبوۃ کی مسند امارت آپ کو تفویض ہوئی کسی جماعت کی صدارت قبول کرنا حضرت کے مزاج جو مشاغل کے قطعاً منافی تھا لیکن مخلصین کے اصرار پر آپ کو قبول کرنا پڑا۔ حضرت امام العصر علامہ انور کاشمیریؒ بھی اس فرقہ ضالہ کی بیخ کنی کے تنظیموں کے مقتداء تھے اور انہوں نے ہی سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کو اس مہم کے پرخار راستوں پر چلنے کی ہدایت کی تھی۔ اور چونکہ حضرت بنوریؒ اپنے شیخ کے علوم و معارف کے امین تھے اسلئے تحفظ ختم نبوۃ کی مہم ان کے شیخ واستاد کی امانت ووراثت تھی۔ اسلئے قادیانیوں کی خباثت کو جڑ سے اکھیڑنے کے لئےؔ پ نے ایسی تحریکات کو اپنا موضوع بنالیا۔ اور پھر قیادت سنبھالتے ہی ڈیڑھ ماہ بعد ۲۹ مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ اسٹیشن پر جو دلخراش سانحہ پیش آیا تو اس نے حساس مسلمانوں کو ہلا کر رکھ دیا۔ کافی مسلمان شہید ہوئے ان نازک حالات میں حضرت اقدسؒ، انتہائی ذہانت اور بھرپور صلاحیت کا مظاہرہ کر کے، کراچی سے لیکر خیبر تک مجلس عمل (جس میں تمام قابل ذکر اور چھوٹی بڑی مسلم تنظیمیں شامل تھیں) کے اراکین کو متحد کر کے پوری قوم کو اسلام اور خاتم النبیین ﷺ کی دشمنوں کے خلاف دودھاری تلوار بنایا، دوسری طرف ایوان اقتدار میں حضرت مفتی محمود صاحبؒ نے دوسرے علمائے کرام وباعمل مسلمان ممبران پارلیمنٹ کو ساتھ لیکر بڑی ہی جراءت سے پاکستانی مسلمان قوم کے موقف کو پیش کیا۔ اسطرح حضرت بنوریؒ اور مفتی محمودؒ نے سات کروڑ مسلمانوں کی آواز بن کر ایوان کے اقتدار کے در و دیوار کو ہلا کر رکھ دیا۔ حتیٰ کہ اس

وقت کی حکومت کو تمام مغربی حکومتوں کا دباؤ رد کر کے مسلمانوں کی آواز پر کان دھرنے پڑے اور قادیانیوں کو اور ختم نبوت کے منکروں کو نہ صرف شرعی طور پر، بلکہ آئینی اور قانونی طور پر غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔ اس طرح، ۲۹ مئی سے ۷ ستمبر تک سودن میں حضرت بنوریؒ ختم نبوۃ کے عنوان پر وہ سنہرا باب رقم کیا جو تحفظ حریم نبوت کے شفاف ماتھے پر ہمیشہ دمکتا رہے گا۔ انشاءاللہ